Vol.5 No.1 2022

JAHAN-E-TAHQEEQ جہان تحقیق

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

تکملہ فتح الملہم کی خصوصیات و ممیزات

ڈاکٹر ظل ہما *

Abstract

The discipline of hadith Studies is one of the richest and exclusive discipline of knowledge as its branches extends to hundred. The religious scholars had written thousands monographs concerning Hadith interpretations and explanations. Many voluminous works appeared and exist and each of them is a commendable contribution to hadith explanations. One of significant works on hadith explanations is "Takmila Fath al-Mulhim" that is the result of scholastic efforts of many years by Mufti Muhammad TaqiUsmani. This explanation of Hadith Book Muslim was originated and finished till the "section of Marriage" by AllamaShabbir Ahmad Usmani but he could not extend to it to the last chapter due to his political engagements and later his demise closed the chapter. Molana TaqiUsmani completed the remaining work in 18 years and 09 months. Justice TaqiUsmani is undoubtedly a great muhhadis, scholar and researcher of this Era. This explanation may rightly be called a library in its own because of its gigantic material on Hadith, Fiqh as well as current issues. In this way, this explanation is a source of great help both of students and teachers of Hadith. This article deals with the Distinctive features of this explanation.

Key Words: Takmila Fath-al-Mulhim, Hadith, Sharah, Sahi Muslim

دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور تیسری صدی ہجری میں ائمہ ستہ کی مشہور زمانہ تالیفات وجود میں آ گئیں۔احادیث کی جمع وترتیب اور تہذیب کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور مختلف انداز سے محدثین احادیث کو ترتیب دینے کی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن اس میں جو تلقی بالقبول صحیحین کو حاصل ہوا اور ان کی صحت پر امت مسلمہ کا جو اجماع ہوا، یہ مقام عظیم کسی اور مجموعہ حدیث کو حاصل نہ ہو سکا۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صحیحین کی شروح میں سے ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) کی فتح الباری بدر الدین عینیؒ (۸۵۵ھ) کی عمدۃ القاری علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف النووی (۶۴۶ھ) کی صحیح مسلم بشرح النووی، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۱۳۶۹ھ) کی فتح الملہم اور جسٹس تقی عثمانی کی تکملہ فتح الملہم کو اہم اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کی شرح ہذا در اصل شبیر احمد عثمانی کی شرح فتح الملہم کا تکملہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کی عظیم الشان شرح ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے چودھویں صدی ہجری کے وسط میں صحیح مسلم کی شرح فتح الملہم لکھنے کا آغاز کیا۔ آپ نے یہ شرح کتاب النکاح تک تحریر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کے لیے پاکستان کی شکل میں ایک ایسے خطہ کے حصول کی کاوشیں شروع ہو گئیں، جہاں مسلمان انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے نکل کر آزادی کی زندگی گزار سکیں۔ انگریزوں کی قوت اور ہندوؤں کی اکثریت سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطہ کا حصول ایک خواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اس خواب کی عملی تعبیر میں سرگرم ہوئے تو تصنیف و تالیف کا کام رک گیا اور کتاب النکاح سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۴۹ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور فتح الملہم کا یہ کام تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ تقریباً پچاس سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا، یہاں تک کہ شرح ہذا کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع کے حکم پر ۲۵ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ کو اس کام کا آغاز کیا اور تقریباً پونے انیس سال کی خاموش محنت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ۲۶ صفر ۱۴۱۵ھ کو مولانا محمد تقی عثمانی کے ہاتھوں

* اسسٹنٹ پروفیسر لاہور کالج برائے خواتین جھنگ کیمپس جھنگ

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سے فتح الملہم کی تکمیل فرمادی۔ محمد تقی عثمانی صاحب موجودہ دور کے عظیم محقق، مدبر، مفسر، محدث اور مفکر ہیں۔ موصوف کی اس شرح میں یک جا اتنا محدثانہ اور محققانہ مواد مل جاتا ہے کہ صرف اسی ایک تصنیف کو متعلقہ مباحث میں ایک کتب خانہ کے قائم مقام قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ تصنیف اساتذۂ حدیث اور طالبان علوم نبوت کے لیے ایک گراں قدر علمی تحفہ، مباحث، معلومات، فوائد و نکات اور نادر تحقیقات و تنقیحات کا ایسا خزانہ بن گئی ہے جو انہیں سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے محفوظ کر دیتی ہے۔ مضمون ہذا تکملہ کی خصوصیات و ممیزات سے متعلق ہے۔

ا۔ تعصب سے پاک

تکملہ فتح الملہم کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ شرح ہذا تعصب سے پاک ہے۔ مصنف موصوف تمام مسالک کی آراء مع دلائل مستند مصادر سے نقل کرتے ہیں اور پھر دلائلِ نقلیہ وعقلیہ کی روشنی میں ترجیحی رائے ذکر کرتے ہیں، خواہ وہ مسلکِ حنفی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود حنفی ہونے کے بعض مسائل میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے دیگر مسالک کی آراء کو راجح قرار دیا ہے۔ (۱)

عبدالفتاح ابو غدہؒ تکملہ ہذا کی اس خوبی کو یوں بیان کرتے ہیں:

ووفّی البحث حقہ من العرض والتحقیق فی نقل مذاہب الأئمۃ، وسرد أدلۃ کل مذھب عند الکلام علی أحادیث الأحکام، التی اختلفت فیھا الأنظار، من حیث الروایۃ أو الدرایۃ، مع ترجیح الراجح من الأقاویل المختلفۃ روایۃ ودرایۃ بکل نصفۃ واتزان، متجنبا التعصب والتعسّف لمذھب بعینہ۔ (۲)

مذاہبِ ائمہ کے پیش کرنے اور ان کی تحقیق میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بحث کا حق ادا کر دیا ہے، احکام کی احادیث پر کلام کے وقت ہر مذہب کے دلائل کو بیان کیا ہے، جن میں رائے اور دلائل میں اختلاف ہوا ہے، روایت یا درایت کے اعتبار سے، اس کے ساتھ ساتھ مکمل انصاف اور موزونیت کے ساتھ کسی متعین مذہب کے لیے تعصب اور ہٹ دھرمی سے بچتے ہوئے روایۃً اور درایۃً مختلف اقاویل سے راجح کو ترجیح دی ہے۔

محقق الدکتور یوسف قرضاوی اسی سیاق میں لکھتے ہیں:

حرصہ علی نقل المذاھب والأقوال بأمانۃ، وعرضھا بأدلتھا بانصاف، وترجیح ما یوجبہ الدلیل منھا، وان کان غیر المذھب الحنفی الذی ھو مذھبہ ومذھب أسرتہ وأھل بلدہ، والذی نشأعلیہ وتعمق فی الاطلاع علیہ أصولا وفروعا۔ (۳)

مذاہب اور اقوال کو امانت کے ساتھ نقل کرنے اور انصاف کے ساتھ ان کے دلائل پیش کرنے کے بڑے حریص ہیں اور اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں، جو دلیل سے ثابت ہو، اگرچہ وہ مذہب حنفی کے علاوہ ہو، جو (مذہب) ان کا، ان کے خاندان اور شہر والوں کا ہے اور وہ مذہب، جس پر ان کی تربیت ہوئی اور اس کے اصول و فروغ پر مطلع ہونے میں گہرائی میں گئے۔

الدکتور وھبۃ الزحیلی نے شرح ہذا کی اس خوبی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

واذا کانت العنایۃ فی ھذا الشرح النفیس بالمذھب الحنفی تبیانا وتأصیلا واستنباطا، لأنہ مذھب أھل الھند والباکستان والأتراک، فانہ لا أثر فیہ لتعصب مقیت، ولا تعسّف فی التأویل، ولا تکلف فی المناصرۃ والتأیید۔ (۴)

اگرچہ اس عمدہ شرح میں توجہ مذہبِ حنفی کے بیان، اصول اور استنباط کی طرف ہے، کیونکہ یہی مذہب ہندوستان، پاکستان اور ترک والوں کا ہے۔ اس میں سخت تعصب کا کوئی نشان نہیں ہے اور نہ ہی تاویل میں کوئی شدت ہے اور نہ ہی مذہبِ حنفی کی نصرت و تائید میں کوئی تکلف ہے۔

۲۔ احادیثِ مبارکہ پر وارد اشکالات اور ان کے جوابات

تکملہ ہذا کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مولانا تقی صاحب احادیثِ مبارکہ پر وارد اشکالات کا ذکر کرتے ہوئے ان اشکالات کے جوابات پیش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں مصنف کے مختلف مناہج سامنے آئے ہیں۔ بعض اشکالات کے جوابات مفتی تقی عثمانی صاحب نے بذاتِ خود دیئے ہیں، بعض مسائل میں متقدمین شارحین کی تحقیقات نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے اور بعض اشکالات کے ازالہ میں متقدمین شارحین کی تحقیقات ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے بھی پیش کی ہے۔ تمام اسالیب کی امثلہ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

صاحب تکملہ احادیثِ مبارکہ پر وارد اشکالات کا ازالہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل نظائر اس پر دلالت کریں گے۔

کتاب الفضائل باب من فضائل ابراھیم الخلیل علیہ السلام کی حدیثِ مبارکہ:

عن أبي ہریرۃ، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لم یکذب ابراھیم النبي، علیہ السلام قط الا ثلاث کذبات۔ ثنتین فی ذات اللہ۔ قولہ: انی سقیم۔۔۔(۵)

کے الفاظ لم یکذب ابراھیم النبی علیہ السلام قطّ الا ثلث کذبات سے حضرت ابراہیمؑ کے قول پر جھوٹ کا اشکال ہوتا ہے۔ حتی کہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر الکبیر میں اس حدیث کی صحت کا انکار کیا اور انہوں نے اسے اللہ کے فرمان اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (۶) کے معارض سمجھا۔(۷) مفتی صاحب اس اشکال کے ابطال میں یوں رقمطراز ہیں:

والحق أنہ لا اشکال فی أصل الحدیث، لأنّ مافعلہ سیّدنا ابراھیم علیہ السلام لم یکن الا من قبیل التوریۃ والتعریض۔۔۔ وانّما أطلق علیہ لفظ الکذب صورۃ لکونہ کذبا بالمفھوم الذی فھمہ المخاطب، لا بالمفھوم الذی تکلّم بہ القائل، ومثلہ لا یکون کذبا فی الحقیقۃ، وھو جائز عند الحاجۃ بالاجماع۔(۸)

حق یہ ہے کہ اصل حدیث میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جو کہا وہ توریہ اور تعریض کے طور پر تھا۔۔۔ اس پر کذب کے لفظ کا اطلاق صورۃً کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اس مفہوم کے اعتبار سے جھوٹ تھا، جس کو مخالف نے سمجھا، نہ کہ اس مفہوم کے اعتبار سے (جھوٹ تھا) جس کو قائل نے کہا اور اس قسم کی بات حقیقت میں جھوٹ نہیں ہوتی اور یہ حاجت کے وقت بالاجماع جائز ہے۔

بعض مقامات پر صاحب تکملہ نے اشکالات کے ازالہ میں متقدمین شارحین اور علمائے کرام کی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل مثال سے واضح ہوگا:

کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ حنین کی حدیثِ مبارکہ:

حدثنا یحیی بن یحیی، أخبرنا أبو خیثمۃ، عن أبي اسحاق، قال: قال رجل للبراء: یا أبا عمارۃ! أفررتم یوم حنین؟ قال: لا واللہ، ماولّی رسول اللہ ﷺ، ولکنّہ خرج شبّان أصحابہ وأخفّاؤھم حسّرا لیس علیھم سلاح، أو کثیر سلاح، فلقوا قوما رماۃ لا یکاد یسقط لھم سھم: جمع ھوازن وبنی نصر، فرشقوھم رشقا ما یکادون یخطئون، فأقبلوا ھناک الی رسول اللہ ﷺ، ورسول اللہ ﷺ علی بغلتہ البیضاء، وأبو سفیان ابن الحارث بن عبد المطلب یقود بہ، فنزل فاستنصر، وقال: أنا النبی لا کذب أنا ابن عبد المطلب ثمّ صفّھم۔(۹)

سے معلوم ہوتا ہے کہ أنا النبی لا کذب أنا ابن عبد المطلب نبی ﷺ کی جانب سے موزون شعر ہے، جبکہ قرآن پاک میں نبی ﷺ کی شاعری کی نفی کی گئی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ۔(۱۰)

اور ہم نے اپنے ان (پیغمبر) کو نہ شاعری سکھائی ہے اور نہ وہ ان کے شایانِ شان ہے۔(۱۱)

اس سے اشکال پیش آتا ہے کہ قرآن پاک میں تو نبی ﷺ کو شاعری کا علم سکھانے کی نفی کی گئی، جبکہ حدیثِ مبارکہ کے مذکور الفاظ نبی ﷺ کے شاعر ہونے کے عکاس ہیں۔ جسٹس صاحب نے اس اشکال کا ازالہ ابن حجر کی تحقیقات کی روشنی میں یوں پیش کیا ہے:

وقد أجیب عن مقالتہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الرجز بأجوبۃ: أحدھا أنہ نظم غیرہ، وأنہ کان فیہ: أنت النبی لا کذب، أنت ابن عبد المطلب، فذکرہ بلفظانا فی الموضعین، وثانیھما أن ھذا رجز ولیس من أقسام الشعر، وھذا مردود۔ ثالثھا أنہ لا یکون شعرا حتی یتم قطعۃ، وھذہ کلمات یسیرۃ ولا تسمی شعرا، رابعھا أنہ خرج موزونا ولم یقصد بہ الشعر، وھذا أعدل الأجوبۃ۔(۱۲)

آپ ﷺ کے اس رجزیہ کلام کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں: ایک یہ ہے کہ اس کو کسی اور نے منظوم شکل میں بیان کیا اور اصل اس میں یہ تھا کہ آپ ﷺ نبی ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، آپ ﷺ ابن عبد المطلب ہیں، پس آپ ﷺ نے دونوں جگہوں میں لفظانا ذکر کیا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ رجز نہیں اور نہ ہی شعر کی اقسام میں سے ہے اور یہ جواب مردود ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ شعر نہیں ہو سکتا جب تک قطعہ پورا نہ ہو، یہ معمولی سے کلمات ہیں، انہیں شعر نہیں کہا جائے گا اور چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ کلام ویسے ہی موزون (ہم وزن کلام) بن گئی، آپ ﷺ نے اس سے شعر کا ارادہ نہیں کیا اور یہ سب سے اچھا جواب ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بعض مقامات پر مفتی صاحب اشکالات کے ازالہ میں متقدمین شارحین کی آراء نقل کرنے کے بعد اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔ اس خصوصیت کی مثال ملاحظہ کریں:

کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل أھل بدر رضی اللہ عنھم وقصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ کی حدیث مبارکہ:

عن الحسن بن محمد، أخبرنی عبید اللہ بن أبی رافع، وھو کاتب علی۔ قال: سمعت علیا رضی اللہ عنہ وھو یقول: بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنا والزبیر والمقداد۔ فقال ائتوا روضۃ خاخ۔ فان بھا ظعینۃ معھا کتاب۔ فخذوہ منھا فانطلقنا تعادی بنا خیلنا۔ فاذا نحن بالمرأۃ۔ فقلنا: أخرجی الکتاب۔ فقالت: ما معی کتاب۔ فقلنا: لتخرجن الکتاب أو لتلقین الثیاب فأخرجتہ من عقاصھا۔ فأتینا بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاذا فیہ: من حاطب بن أبی بلتعۃ الی ناس من المشرکین، من أھل مکۃ یخبرھم ببعض أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا حاطب! ماھذا؟ قال: لا تعجل علّی یا رسول اللہ! انی کنت امرأ ملصقا فی قریش۔ قال سفیان: کان حلیفا لھم۔ ولم یکن من أنفسھا۔ وکان ممن کان معک من المھاجرین لھم قرابات یحمون بھا أھلیھم۔ فأحببت، اذ فاتنی ذلک من النسب فیھم، أن أتّخذ فیھم یدا یحمون بھا قرابتی۔ ولم أفعلہ کفرا ولا ارتدادا عن دینی۔ ولا رضا بالکفر بعد الاسلام۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق فقال عمر: دعنی۔ یا رسول اللہ! أضرب عنق ھذا المنافق۔ فقال: انہ قد شھد بدرا۔ وما یدریک لعل اللہ اطلع علی أھل بدر فقال: اعملوا ما شئتم۔ فقد غفرت لکم۔ (۱۳)

کے الفاظ اعملوا ما شئتم، فقد غفرت لکم پر علمائے کرام نے اشکال کیا کہ ان الفاظ کا ظاہر یہ ہے کہ اہلِ بدر کے لیے گناہ جائز کر دیئے گئے ہوں۔ مفتی عثمانی صاحب نے ان الفاظ کی شرح میں دیگر شارحین کی تحقیقات ذکر کیں:

۱۔ ابن جوزی وغیرہ نے اس کو ماضی پر محمول کیا اور ذکر کیا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کے سارے سابقہ گناہ معاف کر دیئے۔ (۱۴)

۲۔ امام قرطبی کے نزدیک یہ خطاب عزت اور شرف کا ہے۔ یہ اس بات پر مشتمل ہے کہ انہیں ایسا مقام حاصل ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور وہ اس کے اہل ہو گئے ہیں کہ ان کے لیے وہ گناہ بخش دیئے جائیں جو ان کو بعد میں پیش آئیں اور کسی شے کی صلاحیت پائے جانے سے اس کا واقع ہونا لازم نہیں آتا اور اللہ نے ہر اس چیز میں اپنے رسول ﷺ کے صدق کو ظاہر فرما دیا، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے خبر دی ہے۔ وہ لوگ مسلسل جنت والے اعمال کرتے رہے حتی کہ وہ جدا ہوئے۔ اگر ان میں سے کسی چیز کے صادر ہونے کو فرض کر لیا جائے، تو انہوں نے توبہ کی طرف جلدی کی اور اچھے طریقے کو اختیار کیا۔ (۱۵)

بعد ازاں مصنف موصوف نے اپنی رائے یوں بیان کی:

الحاصل أن قولہا عملوا ما شئتم بشارۃ بکونھم موفّقین فی المستقبل للأعمال الصالحۃ، وبأنّہ لا یصدر من أحدھم ذنب الا وسوف یوفّق للمبادرۃ الی التوبۃ، فیغفر لہ ذلک، ولیس المراد أنھم قد أبیح لھم ارتکاب المعاصی۔ (۱۶)

حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا قول اعملوا ما شئتم ان کے مستقبل میں نیک اعمال کی توفیق دیئے جانے اور اس بات کی خوشخبری ہے کہ ان میں سے کسی ایک سے کوئی گناہ صادر نہیں ہو گا، مگر ان کو توبہ کی طرف جلدی توفیق دے دی جائے گی، ان کو بخش دیا جائے گا اور یہ مراد نہیں کہ ان کے لیے گناہوں کا ارتکاب جائز کر دیا گیا ہے۔

۳۔ احادیثِ مبارکہ سے فقہی استدلالات کا بیان

احادیثِ مبارکہ سے فقہائے کرام کے استدلالات کا تذکرہ تکملہ ہذا کی ایک نمایاں خوبی ہے۔ مثلاً:

کتاب اللباس والزینۃ باب لبس النبی ﷺ خاتما من ورق کی حدیثِ مبارکہ:

عن ابن عمر، قال: اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق فکان فی یدہ ثم کان فی ید أبی بکر، ثم کان فی ید عمر، ثم کان فی ید عثمان۔۔۔۔ (۱۷)

کے الفاظ خاتما من ورق کے تحت موصوف نے ذکر کیا ہے:

وبھذا الحدیث استدل جمھور الفقھاء علی جواز التختم بالفضۃ للرجال والنساء جمیعا۔ (۱۸)

جمہور علمائے کرام نے اس حدیث سے مردوں اور عورتوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۴۔احادیثِ مبارکہ سے باطل استدلالات کے جوابات

تکملہ ہذا فتح الملہم کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف موصوف نے احادیثِ مبارکہ سے باطل استدلالات نقل کرنے کے بعد ان استدلالات کے جوابات دینے کا بھی اہتمام کیا ہے۔اس خوبی کی تائید میں درج ذیل مثال پیش کی جارہی ہے:

کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قالہ شرعا کی حدیثِ مبارکہ:

عن موسی ابن طلحۃ، عن أبیہ، قال: مررت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقوم علی رؤس النحل۔ فقال: مایصنع ھؤلاء؟ فقالوا: یلقحونہ، یجعلون الذکر فی الأنثی فیلقح۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما أظن یغنی ذلک شیئا۔ قال: فأخبروا بذلک فترکوہ، فأخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک۔ فقال: ان کان ینفعھم ذلک فلیصنعوہ، فانی انما ظننت ظنا۔ فلا تؤاخذونی بالظن، ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا، فخذوا بہ، فانی لن أکذب علی اللہ عزوجل۔(۱۹)

کے الفاظ ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا سے بعض مفکرین اور اباحت پسندوں نے استدلال کیا ہے کہ معاملات کے اندر سنتِ نبویہ کے احکام دین کا حصہ نہیں اور ان کی اتباع واجب نہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس استدلال کی تردید میں بیان کیا ہے :

وھذا جھل والحاد صریح۔ فانّ ما قالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تأبیر النّخل لم یکن حکما منہ، ولا قضاء، ولا فتوی، وانما کان ظنّا فی الأمور المباحۃ التی تتعلق بالتجربۃ والمشاھدۃ، بدا لہ من غیر رویّۃ فأبداہ۔ ولذلک لم ینہ المؤبّرین عن التأبیر، ولا أمر أحدا بأن یمنعھم من ذلک، ولو کان یقصد نھیھم عنہ شرعا، لخاطبھم بالنھّی، أو أرسل الیھم بما یدل علی النھی، فلمّا لم یفعل من ذلک شیئا، تبین أنہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتبر التأبیر أمرا مبّاحا فائدتہ مشکوکۃ فی ظنہ۔ بل قد صرّح الراوی فی حدیث الباب أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما علم بانتھاء ھم عن ھذہ العملیّۃ، أفصح عن مرادہ بقولہ: ان کان ینفعھم ذلک فلیصنعوہ، فانی انما ظننت ظنا، فلا تؤاخذونی بالظن۔ وکیف یقاس علی مثل ھذا الظنّ الأحکام الصریحۃ الجازمۃ التی صدرت منہ صلی اللہ علیہ وسلم کفتوی، أو قضاء؟ فانھا لیست من ظنونہ التی ظنھا فی الأمور المباحۃ، وانما ھی أحکام بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتبلیغھا، وأمرت الأمّۃ باتباعھا، قال تعالی: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔(۲۰)

یہ جہالت اور صریح الحاد ہے۔ آپ ﷺ نے کھجور کی پیوندکاری میں جو کچھ فرمایا، وہ آپ ﷺ کی جانب سے حکم، قضاء اور فتوی نہیں تھا، یہ تو امورِ مباح میں اندازہ تھا، جس کا تعلق تجربہ اور مشاہدہ کے ساتھ تھا۔ غور و فکر کے بغیر یہ بات آپ ﷺ کے سامنے آئی، آپ ﷺ نے اس کو ظاہر فرمادیا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے پیوندکاری کرنے والوں کو پیوندکاری سے منع نہیں کیا اور نہ کسی کو حکم دیا کہ ان کو اس بارے میں منع کریں۔ اگر آپ ﷺ شرعی طور پر ان کو روکنے کا ارادہ کرتے، تو آپ ﷺ ان کو نہی کے ساتھ مخاطب کرتے یا آپ ﷺ ان کی طرف پیغام بھیج دیتے جو نہی پر دلالت کرتا۔ جب آپ ﷺ نے ان میں سے کچھ بھی نہیں کیا، تو واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ نے پیوندکاری کو ایک جائز کام سمجھا ہے، جس کا فائدہ آپ ﷺ کے خیال میں مشکوک تھا۔ بلکہ راوی نے حدیثِ باب (مذکورہ حدیث) میں صراحت کر دی ہے کہ نبی ﷺ کو جب اس تجربہ کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی مراد کو اپنے اس قول سے واضح کر دیا: اگر یہ ان کو فائدہ دیتا ہے تو وہ اس کو کرتے رہیں، میں نے محض خیال کیا تھا، تم خیال پر میرا مواخذہ نہ کرو۔ اس قسم کے گمان پر صریح پختہ احکام کو کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے؟ جو آپ ﷺ کی طرف سے فتوی یا فیصلے کے طور پر صادر ہوئے ہوں۔ یہ آپ ﷺ کے ان خیالات میں سے نہیں ہیں، جن کو آپ ﷺ نے امورِ مباح میں خیال کیا ہو۔ بلکہ وہ تو احکام ہیں، جن کی تبلیغ کے لیے آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے اور امت کو اس کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

۵۔متقدمین شارحین کی آراء کا تنقیدی جائزہ

مولانا تقی عثمانی صاحب کی شرح ہذا کو متقدمین شارحین کی تحقیقات کا نچوڑ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے محض متقدمین علمائے کرام کی آراء نقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی تحقیقات کی تائید کی ہے اور بعض مقامات پر ان کی آراء کا تنقیدی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔

۱۔کتاب المساقاۃ والمزارعۃ باب الأمر بقتل الکلاب کی احادیثِ مبارکہ:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۱۔عن ابن عمر أن رسول اللہ ﷺ أمر بقتل الکلاب الا کلب صید، أو کلب غنم، أو ماشیۃ۔فقیل لابن عمر: ان أبا ھریرۃ یقول: أو کلب زرع۔فقال ابن عمر: ان لأبی ھریرۃ زرعا۔(۲۱)

۲۔عن ابن المغفل، قال: أمر رسول اللہ ﷺ بقتل الکلاب، ثم قال: ما بالھم وبال الکلاب؟ ثم رخص فی کلب الصید، وکلب الغنم۔(۲۲)

۳۔عن سالم، عن أبیہ، عن النبی ﷺ، قال: من اقتنی کلبا الا کلب صید أو ماشیۃ، نقص من أجرہ کل یوم قیراطان۔(۲۳)

۴۔عن سالم، عن أبیہ، عن رسول اللہ ﷺ، قال: من اقتنی کلباً الا کلب ضار، أو ماشیۃ نقص من عملہ کل یوم قیراطان۔قال سالم: وکان أبو ھریرۃ یقول: أو کلب حرث، وکان صاحب حرث۔(۲۴)

اس ضمن میں صریح ہیں کہ کتے کارکھنا جائز نہیں، سوائے ان حاجات کے لیے، جن میں نبی ﷺ نے مستثنیٰ فرمایا۔ابن عبدالبر کے نزدیک احادیثِ مذکور کراہت پر دلالت کرتی ہیں، حرمت پر نہیں۔(۲۵) کیونکہ یہاں صرف اجر کے نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے اور حرام وہ کام ہیں جن میں گناہ بھی ہو۔ابن حجر نے ابن عبدالبر کی رائے کی تردید کرتے ہوئے بیان کیا:

بأن نقصان الأجر نوع من الاثم، أو المراد بنقصان الأجر فی الحدیث، أن الاثم الحاصل باتخاذہ یوازی قدر قیراط أو قیراطین من أجر۔(۲۶)

اجر کا گھٹنا بھی تو ایک قسم کا نقصان ہے یا حدیث میں اجر کا نقصان مراد ہے۔وہ گناہ جو ان کے رکھنے سے حاصل ہوگا، وہ ثواب کے ایک قیراط یا دو قیراطوں کے برابر ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب ابن حجر کی تائید میں رقمطراز ہیں:

ومما یؤید الحافظ الأحادیث التی ذکر فیھا أن الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ صورۃ، أو کلب، والظاھر أن امتناع الملائکۃ لا یکون الا بما فیہ اثم۔(۲۷)

ابن حجر کی تائید وہ احادیث کرتی ہیں جن میں ذکر کیا گیا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصاویر یا کتے ہوں اور ظاہر یہی ہے کہ فرشتوں کا رک جانا نہیں ہوگا، مگر جس میں گناہ والا کام ہو۔

۲۔کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی القریش کی حدیثِ مبارکہ:

عن أبی ھریرۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: وفی حدیث زھیر: یبلغ بہ النبی ﷺ، وقال عمرو روایۃ: النّاس تبع لقریش فی ھذا الشّأن، مسلمھم لمسلمھم، وکافرھم لکافرھم۔(۲۸)

کی شرح کے تحت امام نووی بیان کرتے ہیں:

ھذہ الأحادیث وأشباھھا دلیل ظاھر أن الخلافۃ مختصۃ بقریش لا یجوز عقدھا لأحد من غیرھم، وعلی ھذا انعقد الاجماع فی زمن الصحابۃ، فکذلک بعدھم ومن خالف فیہ من أھل البدع، أو عرض بخلاف من غیرھم فھو محجوج باجماع الصحابۃ والتابعین فمن بعدھم بالأحادیث الصحیحۃ۔(۲۹)

یہ احادیث اور ان کے مشابہ احادیث ظاہری دلیل ہیں کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے، عقدِ خلافت ان کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز نہیں۔عہدِ صحابہ میں اس پر اجماع منعقد ہو گیا اور اسی طرح ان کے بعد بھی اور اہل بدعت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت کی یا اس کے خلاف کوئی چیز پیش کی، تو وہ اجماع صحابہ و تابعین اور احادیثِ صحیحہ کی وجہ سے بعد والوں پر مردود ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب امام نووی کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے، ان کے نزدیک خلیفہ کے قریشی ہونے پر کوئی اجماع نہیں ہوا۔جیسا کہ موصوف رقمطراز ہیں:

فی حکایۃ الاجماع علی ھذہ المسألۃ نظر، فانہ قد روی عن عدۃ من علماء المسلمین خلاف فی ھذا، وقد عدّ علماء أصول الفقہ والکلام ھذا الشرط من الشروط المختلف فیھا۔(۳۰)

اس مسئلہ پر اجماع کے نقل کرنے میں اعتراض ہے، چند مسلمان علمائے کرام سے اس کا اختلاف بھی نقل کیا گیا ہے اور اصولِ فقہ اور کلام کے علمائے کرام نے اس شرط کو مختلف فیہ شروط میں سے شمار کیا ہے۔

بعد ازاں مفتی تقی عثمانی صاحب نے متعدد روایات وواقعات نقل کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر کے قریشی ہونے کا معاملہ اجماعی نہیں ہے۔(۳۱)

۶۔تکملہ فتح الملہم اور آدابِ معاشرت

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تکملہ ہذا کی ایک خوبی یہ ہے کہ مولانا تقی عثمانی صاحب نے احادیث کی شرح اور متعلقہ ابحاث پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ ضمناً آدابِ معاشرت کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً:

کتاب الامارۃ باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر کی حدیثِ مبارکہ:

عن أبی ھریرۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا سافرتم فی الخصب فأعطوا الابل حظّھا من الارض، واذا سافرتم فی السّنۃ فأسرعوا علیھا السیر، واذا عرستم باللیل فاجتنبوا الطریق، فانّھا مأوی الھوام باللیل۔ (۳۲)

کے الفاظ فاجتنبوا الطریق کی شرح کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی صاحب نے آدابِ معاشرت یوں ذکر کیے ہیں:

أن الاحتراز عن ایذاء المارّۃ واجب علی کل انسان۔ فلا یجوز ایقاف السیارات والمراکب فی أمکنۃ یضیق بھا الطریق علی الناس۔ وبھذا یؤخذ وجوب الالتزام بقواعد المرور، فانھا وضعت لصیانۃ الطریق عن التضییق، والتوسعۃ علی المارّۃ۔ (۳۳)

گذرنے والوں کو تکلیف دینے سے پرہیز کرنا ہر انسان پر واجب ہے اور گاڑیوں اور سواریوں کو ایسی جگہوں پر کھڑا کر دینا جائز نہیں، جس کی وجہ سے لوگوں پر راستہ تنگ ہو جائے اور اسی سے اخذ ہو گا کہ ٹریفک قوانین کی پابندی واجب ہے کیونکہ یہ قوانین راستے کو تنگی سے محفوظ رکھنے اور گذرنے والوں پر وسعت پیدا کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

۷۔ عقائدِ دینیہ کے علاوہ دیگر مسائل کی تحقیق میں باریک بینی سے اجتناب

جن مسائل کا تعلق عقائدِ دینیہ سے نہیں، مفتی تقی عثمانی صاحب نے ان مسائل کی گہرائی میں جانے سے اجتناب کیا ہے۔ اس خوبی کی توضیح کے لیے چند امثلہ پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ ایسا جادو جو مسحور میں حقیقی تبدیلی پیدا کرے، خواہ تبدیلی صرف مزاج میں ہو، جیسے تندرست آدمی بیمار ہو جائے یا اس کے برعکس ہو یا تبدیلی شے کی حقیقت بدلنے والی ہو، جیسے بے جان چیز جاندار بن جائے یا جاندار چیز بے جان بن جائے۔ جادو کی اس قسم کے بارے میں علمائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔ ایک جماعت نے جادو کی اس قسم کا انکار کیا ہے۔ ان میں ابو بکر جصاص، ابو جعفر الاستر اباذی اور ابن حزم ظاہری شامل ہیں۔ جبکہ جمہور علمائے کرام کے ہاں جادو کی اس قسم کا واقع ہونا عقلاً اور شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ (۳۴) مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس ضمن میں فریقین کے دلائل نقل کرنے پر اکتفا کیا اور بعد ازاں بیان کیا ہے:

أما امکان انقلاب الأعیان بالسّحر فالصحیح فیہ مذھب الجمھور من أنہ غیر ممتنع عقلا ولا شرعا مادام الرجل معتقدا بأنہ لا یقع الا باذن اللہ وقدرتہ۔ أما وقوعہ، فمبنی علی التجربۃ، ولیس من العقائد الدینیۃ فی شیئ، فلا یحتاج الی کثیر من البحث والتدقیق۔ (۳۵)

جادو کے ذریعے سے عین چیزوں کے بدلنے کے بارے میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ عقلاً اور شرعاً ممنوع نہیں ہے، جب تک آدمی یہ عقیدہ رکھنے والا ہو کہ یہ واقع نہیں ہو گا، مگر اللہ کے حکم اور اس کی قدرت سے ہی۔ بہر حال اس کا واقع ہونا تجربہ پر مبنی ہے اور عقائدِ دینیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، تو زیادہ بحث اور باریک بینی کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ حضرت خضرؑ کی حیات و موت کی تحقیق میں فریقین کے دلائل بیان کرنے کے بعد (۳۶) مفتی تقی عثمانی صاحب نے فرمایا:

وبالجملۃ، فلم یثبت فی القرآن ولا فی السّنۃ دلیل یجزم بہ علی حیاتہ أو موتہ، فلیست المسألۃ مسألۃ العقیدۃ، وانّما ھی مسألۃ ثبوت واقعۃ وعدم ثبوتھا، ومسألۃ مشاھدۃ وتجربۃ، والسبیل الأسلم فی مثلھا التوقف والسکوت، حتی یتضح أحد الجانبین بدلیل منقول، أو بمشاھدۃ۔ (۳۷)

الغرض، قرآن و سنت میں ایسی کوئی دلیل ثابت نہیں، جس کے ذریعے سے ان کی (حضرت خضرؑ) حیات و موت پر یقین کیا جا سکے۔ یہ مسئلہ عقیدہ کا مسئلہ ہے ہی نہیں، یہ ایک واقعہ کے ثبوت اور عدم ثبوت اور مشاہدہ و تجربہ کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں سلامتی کا راستہ توقف اور سکوت کا ہے، حتی کہ دونوں میں سے ایک جانب کسی دلیل یا مشاہدہ کے ساتھ واضح ہو جائے۔

۸۔ حوالہ جات کی تخریج و تحقیق

تکملہ فتح الملہم ایک طرف مسائل جدیدہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور دوسری طرف متقدمین شارحین کی تحقیقات کا نچوڑ بھی ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے شرح ہذا میں متقدمین شارحین کی تحقیقات سے خوب استفادہ کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ صاحبِ تکملہ نے

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

متقدمین شارحین ومصنفین کے اقتباسات نقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کی ذکر کردہ احادیث اور اقتباسات کو براہِ راست ان کتب میں تلاش بھی کیا ہے اور پھر اگر کسی حدیث یا عبارت کو ذکر کردہ کتب میں نہیں پایا، تو اس کی صراحت فرمادی ہے۔ یہ خوبی مصنف موصوف کی اس کاوش کے تحقیقی ہونے کا ثبوت ہے۔اس خوبی کے کچھ نظائر ملاحظہ کیجیے :

۱۔کتاب النذر باب لاوفاءلنذر فی معصیۃ اللہ میں تحقیق مذہب الحنفیۃ فی وجوب الکفارۃ فی النذر کے تحت ابن الہمام کی فتح القدیر میں امام طحاوی کی نقل کردہ عبارت:

۔۔۔الا أن الشیخ ابن الھمام عن الطحاوی أن فیہ الکفارۃ وان لزمہ الحنث۔۔۔(۳۸)

کے بارے میں مصنف موصوف نے بیان کیا ہے:

قد بحثت عن عبارۃ الطحاوی فی کتبہ، فلم أفزبھا بھذا اللفظ الذی نقلہ ابن الھمام۔(۳۹)

میں نے طحاوی کی عبارت کو ان کی کتب میں تلاش کیا، میں اس لفظ کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا، جسے ابن الہمام نے نقل کیا۔

۲۔کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار باب انشقاق القمر کی حدیثِ مبارکہ:

عن ابن عباس قال: ان القمر انشقّ علی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔(۴۰)

کی شرح کے تحت صاحبِ تکملہ نے رحمت اللہ کیرانوی کے حوالے سے نقل کیا:

وقد ذکر الشیخ رحمۃ اللہ الھندی رحمہ اللہ فی کتابہ اظہار الحق عن الحافظ المزی وابن تیمیۃ رحمہ اللہ أنہ ذکر عن أحد المسافرین أنہ رأی فی الھند بناء قدیما کان مکتوبا علیہ أنہ بنی لیلۃ انشق القمر۔(۴۱)

شیخ رحمت اللہ الہندیؒ نے اپنی کتاب اظہار الحق میں حافظ مزی اور ابن تیمیہؒ سے نقل کیا ہے کہ کسی مسافر نے ذکر کیا کہ اس نے ہندوستان میں ایک قدیم عمارت دیکھی، جس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ اس کی تعمیر اس رات کی گئی، جس میں چاند ٹکڑے ہوا۔

جسٹس صاحب نے ذاتی تحقیق کے بعد بیان کیا:

ولم أجد کلام المزی وابن تیمیۃ رحمھما اللہ ھذا فی کتبھما، ولکن الشیخ رحمۃ اللہ الھندی متثبت فی النقل۔(۴۲)

میں نے مزی اور ابن تیمیہ رحمہما اللہ کا کلام ان کی کتب میں نہیں پایا، لیکن شیخ رحمت اللہ الہندی نقل کرنے میں پختہ ہیں۔

بعد ازاں مفتی تقی عثمانی صاحب نے اصل ماخذ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ذکر کیا:

وقد ذکر أصل القصۃ الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ أیضا فی البدایۃ والنھایۃ قال: علی أنہ قد ذکر غیر واحد من المسافرین أنھم شاھدوا ھیکلا بالھند مکتوبا علیہ أنہ بنی فی اللیلۃ التی انشق القمر فیھا۔(۴۳)

اصل قصہ حافظ ابن کثیرؒ نے بھی البدایۃ والنھایۃ میں ذکر کیا ہے، انہوں نے فرمایا: اس کے باوجود کئی ایک مسافروں نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہندوستان میں بڑی بڑی عمارتیں دیکھیں، جن کے اوپر لکھا ہے، کہ یہ اس رات میں بنائی گئیں، جس رات میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔

۹۔بنیادی مصادر سے استفادہ

تکملہ فتح الملہم کے بالاستیعاب مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ جسٹس صاحب نے شرح حدیث اور مسائل کی تحقیق کے دوران موضوع سے متعلق بنیادی کتب سے استفادہ کیا ہے، جیسا کہ درج ذیل نظائر سے واضح ہو گا۔

۱۔بخار میں ٹھنڈے پانی کے استعمال کے ضمن میں مصنف موصوف نے جالینوس کی کتاب حیلۃ البراء، ابو بکر رازی کی کتاب کتاب الکبیر اور ابن القیم کی کتاب الطب النبوی(۴۴) سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔اسی طرح العود الھندی کے ساتھ علاج کے سلسلے میں ڈاکٹر محمود ناظم کی کتاب الطب النبوی والعلم الحدیث(۴۵) اور کلونجی کے فوائد کے بارے میں ابن سینا کی القانون فی الطب(۴۶) کے حوالہ جات بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔

۲۔کینہ، بغض، حسد(۴۷)، بخل(۴۸)، غیبت(۴۹) اور غصہ(۵۰) سے متعلق ابحاث کی توضیح کے ضمن میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین سے استفادہ کیا ہے۔

۱۰۔موضوع سے متعلق اہم کتب کی نشاندہی

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

صاحب تکملہ نے تکملہ ہذا میں بعض مقامات پر موضوع سے متعلق اہم کتب کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

۱۔بیٹے کی موجودگی میں پوتے کی میراث کے مسئلہ کے بارے میں بحث کرنے کے بعد مصنف موصوف نے بیان کیا:

ولی فی ھذہ المسئلة مقالة مستقلة طبعت فی کتابی "ہمارے عائلی مسائل" باللغة الأردیة، فمن شاء التفصیل فلیراجعہ۔(۵۱)

اس مسئلہ میں میرا ایک مستقل مقالہ ہے، جو میری اردو کتاب ہمارے عائلی مسائل میں چھپ چکا ہے، جو کوئی تفصیل دیکھنا چاہے، اس کی طرف رجوع کرے۔

۲۔جہاد کی اہمیت اور دفاعی جہاد کی تفصیلات سے متعلق اہم کتب کی طرف جسٹس صاحب نے یوں اشارہ کیا:

ومن أحسن ما ألّف فی ھذا الموضوع کتابان: الأول: أھمیة الجھاد فی نشر الدعوة الاسلامیة للدکتور علیّ بن نفیع العلیانی، والثانی: الشریعة الاسلامیة والقانون الدولی العامّ للدکتور عبد الکریم زیدان، وقد نشرت مقالتہ ھذہ فی کتابہ: مجموعة بحوث فقھیّة۔(۵۲)

اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں سے عمدہ کتب دو ہیں: اول: ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی کی کتاب اھمیة الجھاد فی نشر الدعوة الاسلامیة۔ دوم: عبد الکریم زیدان کی الشریعة الاسلامیہ والقانون الدولی العام ان کا یہ مقالہ ان کی کتاب مجموعة بحوث فقھیة میں شائع ہو چکا ہے۔

۱۱۔صاحبِ تکملہ کے ذاتی نکات

مصنف موصوف نے شرح حدیث کے دوران بعض ایسے نکات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، جن سے متقدمین شارحین غافل رہے ہیں۔اس خصوصیت کی توضیح درج ذیل امثلہ سے ہوتی ہے۔

۱۔کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی ﷺ کی حدیثِ مبارکہ:

حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، حدثنا أبو علی الحنفی، حدثنا مالک۔ وھو ابن أنس۔ عن أبی الزبیر المکی؛ أن أبا الطفیل عامر بن واثلة أخبرہ؛ أن معاذ بن جبل أخبرہ۔ قال: خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام غزوة تبوک فکان یجمع الصلاة۔ فصلی الظھر والعصر جمیعا۔ والمغرب والعشاء جمیعا، حتی اذا کان یوما أخر الصلاة، ثم خرج فصلی الظھر والعصر جمیعا، ثم دخل ثم خرج بعد ذلک، فصلی المغرب والعشاء جمیعا۔ ثم قال: انکم ستأتون غدا، ان شاء اللہ، عین تبوک۔ وانکم لن تأتوھا حتی یضحی النھار۔ فمن جاءھا منکم فلا یمس من ماءھا شیئا حتی آتی۔۔۔(۵۳)

کے الفاظ فلا یمس من ماءھا شیئا کی شرح کرتے ہوئے صاحبِ تکملہ نے بیان کیا:

ولم أقف علی حکمة ھذا النھی مصرحة فی روایة، ولا فی کلام أحد من الشرّاح، ولعلّہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرید أن تظھر فی الماء البرکة بوجودہ صلی اللہ علیہ وسلم، وکان یخشی اذا مسّہ أحد قبل حضورہ أن ینقطع الماء۔(۵۴)

میں اس ممانعت کی حکمت پر صراحۃً کسی روایت میں واقف نہیں ہو سکا اور نہ ہی شراح میں سے کسی کے کلام میں (اس ممانعت کی حکمت پر واقف ہو سکا ہوں)، شاید نبی ﷺ ارادہ فرماتے تھے کہ پانی میں آپ ﷺ کے وجود کی وجہ سے برکت ظاہر ہو اور آپ ﷺ کو اندیشہ ہوتا تھا، کہ آپ ﷺ کی موجودگی سے پہلے اگر کوئی اس کو ہاتھ لگا لے گا، تو پانی ختم نہ ہو جائے۔

۲۔کتاب الفتن وأشراط الساعة باب ذکر ابن صیاد کی حدیثِ مبارکہ:

حدثنا محمد بن المثنی، وحدثنا حسین۔ یعنی ابن حسن بن یسار۔ حدثنا ابن عون عن نافع، قال: کان نافع یقول: ابن صیاد، قال قال ابن عمر: لقیتہ مرتین۔ قال فلقیتہ فقلت لبعضھم: ھل تحدثون أنہ ھو؟ قال: لا واللہ! قال: قلت: کذبتنی، واللہ لقد أخبرنی بعضکم أنہ لن یموت حتی یکون أکثرکم مالا وولدا، فکذلک ھو زعموا الیوم۔ قال فتحدثنا ثم فارقتہ۔ قال فلقیتہ لقیة أخری وقد نفرت عینہ۔ قال: فقلت: متی فعلت عینک ما أری؟۔۔۔(۵۵)

کے الفاظ لقد أخبرنی بعضکم أنہ لن یموت حتی یکون أکثرکم مالا وولدا کی شرح کے تحت موصوف رقمطراز ہیں:

لعلّ مرادہ أن مثل ھذا القول الجازم لا یقال الا بالوحی، فقولکم ھذا یدلّ علی أنکم تزعمون فیہ أنہ یوحی الیہ۔ ھذا ما ظھر لی من معناہ، ولم أر أحدا من الشرّاح تعرض لتفسیر ھذا الکلام۔(۵۶)

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

شاید اس کی مراد ہے کہ اس قسم کا پختہ قول نہیں کہا جاسکتا، مگر وحی کے ساتھ ہی، پس تمھارا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے، کہ تم اس کے بارے میں دعوی کرتے ہو، کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہ مجھے اس کا معانی ظاہر ہوا اور میں نے کسی شارح کو نہیں دیکھا جو اس کلام کی تفسیر کے درپے ہوا ہو۔

تکملہ فتح الملہم اور معاصر علمائے کرام

جلیل القدر ائمہ محققین نے بھی شرح ہذا کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔

محقق علامہ یوسف قرضاوی نے تکملہ ہذا کے مطالعہ کے بعد تقریظ تحریر کی۔ اس کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے:

۱۔ فقد وجدت فی ہذا الشرح: حس المحدث، وملکۃ الفقیہ، وعقلیۃ المعلم، وأناۃ القاضی، ورؤیۃ العالم المعاصر، جنبا الی جنب(۵۷)

میں نے اس شرح میں پائی ہے: محدث کی حس، فقیہہ کا ملکہ، معلم کی عقلمندی، قاضی کا حوصلہ (تحمل و بردباری) اور اپنے زمانے کے عالم کی غور و فکر، پہلو بہ پہلو۔

۲۔ لقد رأیت شروحا عدۃ لصحیح مسلم، قدیمۃ وحدیثۃ، ولکن ہذا الشرح للعلامۃ محمد تقی ہو أولاہا بالتنویہ، وأوفاہا بالفوائد والفرائد، وأحقہا بأن یکون ھو (شرح العصر) للصحیح الثانی۔ (۵۸)

میں نے صحیح مسلم کی قدیم و جدید کئی شرحیں دیکھی ہیں، لیکن علامہ محمد تقی کی یہ شرح ان میں سب سے زیادہ اولی و عمدہ ہے، فوائد اور موتیوں کو بہت زیادہ جمع کرنے والی ہے اور اس لائق ہے کہ اسے صحیح مسلم کی شرح العصر کہا جاسکتا ہے۔

۳۔ فھو موسوعۃ بحق، تتضمن بحوثا وتحقیقات حدیثیۃ، وفقہیۃ ودعویۃ وتربویۃ۔ (۵۹)

وہ حق کا موسوعہ ہے، جدید ابحاث و تحقیقات اور فقہی، دعوتی و تربیتی تحقیقات پر مشتمل ہے۔

۴۔ ان الکتاب حافل بالعلم، ثری بالتحقیق، یلمس فیہ قارۂ جھداصادقا مضنیا، بذلہ صاحبہ، غیر ضنین بہ، ولا متثاقل عنہ، کل ذلک بأسلوب بین، وبعد عن الالغاز والتعقید۔ فجاء۔ بحمد اللہ وتوفیقہ۔ جامعابین الأصالۃ والمعاصرۃ، محققاآمال کثیر من طلاب العلم، وعشاق السنۃ، ومحبی الفقہ۔ (۶۰)

کتاب علم کی جامع اور تحقیق سے مالا مال ہے، اس کا پڑھنے والا اس میں سچی روشن کوشش محسوس کرے گا، جس کو اس کے مصنف نے خرچ کیا، اس میں بخل سے کام نہیں لیا اور نہ وہ اس سے بوجھل ہوئے۔ یہ سب ایک واضح طریق کے ساتھ ہے اور مشکلات و پیچیدگیوں سے دور ہے۔ پس الحمد للہ اور اللہ کی توفیق سے یہ کتاب ایسی آئی ہے جو اصل (بنیاد) اور عصرِ حاضر کے مسائل کی جامع ہے، کثیر طلباء، سنت سے عشق اور فقہ سے محبت رکھنے والوں کی آرزوں کو ثابت کرنے والی ہے۔

عالم اسلام کے نامور محقق الدکتور وھبۃ الزحیلی نے تکملہ فتح الملہم کے مطالعہ کے بعد مفتی تقی عثمانی صاحب کو ایک مکتوب لکھا۔ جس میں انہوں نے شرح ہذا کی خصوصیات کا اعتراف یوں کیا:

اطلعت علی کتابک الجلیل النافع تکملۃ فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم بن الحجاج القشیری فوجدتہ محققا للغایہ، فاتحاً آفاق العلم، مبیّناً أصالۃ الاجتہادات والتزامہا بالنصوص الشرعیۃ من القرآن الکریم والسنّۃ النبویۃ الشریفۃ۔ ولا شکّ أنت تتمیز بتمکن العالم الدقیق الناظر فی علوم الشریعۃ من أصول وفقہ وحدیث، فلقد عرفتک بارعاً فی توجیہ الأدلۃ، قادراً علی المواءمۃ بین القدیم والحدیث، مع تقوی وورع، وثقۃ، وخشیۃ اللہ عزّ وجلّ۔ لھذا فانی أتفاءل بأن یکون لکتابک فی شرح صحیح مسلم بالاضافۃ الی الشروح السابقۃ لکبار العلماء منزلۃ عالیۃ، ووفرۃ علمیۃ، وتجدید وتوجیہ القدیم بما یسایر النظرات العلمیۃ الحدیثۃ، دون تأثر بنزعۃ معینۃ، لا نبتغاک فی عملک وجہ اللہ تعالی والا خلاص الذی یرضیہ سبحانہ۔ (۶۱)

میں آپ کی قابلِ قدر نافع کتاب تکملہ فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم بن الحجاج القیشری پر مطلع ہوا، میں نے اس کو انتہائی محقق پایا، یہ کتاب علم کے آفاق کو کھولنے والی، اجتہادات کے اصولوں اور قرآن و سنت کی نصوصِ شریعہ سے ان کے التزام کو بیان کرنے والی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ آپ علوم شریعہ کے اصول، فقہ اور حدیث میں ایک باریک بین نظر رکھنے والے عالم کی حیثیت سے ممیز ہیں۔ میں نے جانا ہے کہ آپ دلائل کی توجیہہ بیان کرنے میں بڑے ماہر ہیں۔ قدیم و جدید علوم کی مہارت پر قادر ہیں، تقوی، ورع، پختگی اور اللہ کے ڈر کے ساتھ۔ اسی وجہ سے میں نیک فالی سمجھتا ہوں کہ آپ کی کتاب سابقہ جلیل القدر علمائے کرام کی شروح کے اعتبار سے بلند مرتبہ ہے، وافر علمی ذخیرہ ہے، یہ

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

جدت پیدا کرتی ہے اور قدیم کی ایسی توجیہہ بیان کرتی ہے، جو جدید علمی ابحاث کے ساتھ چلے، کسی معین چیز کو نشان بنانے کے تاثر کے بغیر، کیونکہ آپ اپنے عمل میں اللہ کی رضا اور اخلاص کو تلاش کرنے والے ہیں، جس کو اللہ پسند فرماتے ہیں۔

تیونس کے مشہور عالم اور مفتی شیخ محمد مختار السلامی شرح ہذا کے بارے میں رقمطراز ہیں:

وان منہجہ فی الشرح لمنہج العالم الفقیہ، والمحدث الحافظ والبصیر النافذ، الواسع الاطلاع تحمّل فی عزم مایغنی الدارس لشرحہ، عن الرجوع للأسفار۔(٦٢)

شرح میں ان کا منہج عالم فقیہہ، محدث حافظ اور نافذ بصیر کا ہے، ان کی معلومات بہت وسیع ہیں، انہوں نے اس عزم میں (تکملہ کی تکمیل میں) برداشت کیا، جو قارئین کو ان کی شرح کی وجہ سے کئی اسفار کی طرف رجوع کرنے یا اسفار کی مشقت برداشت کرنے سے بے پرواہ کر دے گا۔

رابطۃالأدب الاسلامی العالمیہ کے رکن محقق السید خالد حسن الھنداوی نے تکملہ فتح الملہم کی خصوصیات کو اشعار یہ پیرایے میں بیان کیا ہے۔(٦٣) چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

عید علی العلماء ھلّ بموسم	لما أتم تقی فتح الملہم
علمائے کرام کے لیے عید جیسی خوشی ہے جو اپنے موسم پر آئی ہے	جبکہ تقی نے فتح الملہم کو مکمل کیا ہے
صفحاتہ الغراء روض ناضر	کلماتہ نور بعقل أو فم
اس کے روشن صفحات ایک خوشگوار ترو تازہ باغ ہیں	اس کے کلمات نور ہیں عقل سے یا منہ سے
قبلت ھذا السفر قبلۃ لھفۃ	وفدیتہ بالروح، بالفم، بالدم
میں نے اس کتاب کو بوسہ دیا، بڑے شوقین کے بوسہ کی طرح	اور میں نے اس پر روح، منہ اور خون کو قربان کر دیا
سفر حوی علم الحدیث وفقھہ	ومرامہ للناقد المتوسم
ایسی کتاب جس نے حدیث اور فقہ کے علم کو اپنے اندر سمیٹا ہے	اور اس کے مقصد کو ایک عالی شان ناقد کے ذریعے
علم بہ لایغتنی بمھارۃ	الا جھابذۃ الرجال القوم(٦٤)
ایسا علم جس سے غنی نہیں برتا جاسکتا مہارت کے ساتھ	مگر ماہر آدمی جو بڑے مضبوط ہیں

الختصر یہ کہ تکملہ فتح الملہم کو شروحِ صحیح مسلم میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنے والد مفتی محمد شفیع کے حکم پر یہ شرح لکھی۔ پے در پے مشغولیات، لگاتار اسفار اور متفرق انواع کی مصروفیات کی وجہ سے صاحب تکملہ نے اٹھارہ سال اور نو ماہ کی مدت میں اس شرح کی تکمیل کی۔ جدید انداز و اسلوب پر مرتب یہ شرح ایک امتیازی مقام کی حامل ہے۔ اس میں حدیث وفقہ کی متداول اور اساسی کتب پر انحصار کیا گیا ہے۔ یہ تعصب سے پاک شرح ہے۔ جلیل القدر ائمہ محققین نے بھی شرح ہذا کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ احادیثِ مبارکہ پر وارد اشکالات اور ان کے جوابات، احادیثِ مبارکہ سے فقہی استدلالات اور آدابِ معاشرت کا بیان، عقائد دینیہ کے علاوہ دیگر مسائل کی تحقیق میں باریک بینی سے اجتناب، حوالہ جات کی تخریج و تحقیق وبنیادی مصادر سے استفادہ اور موضوع سے متعلق اہم کتب کی نشاندہی شرح ہذا کی چند نمایاں خصوصیات ہیں۔

حوالہ جات

(١) تقی عثمانی، محمد، مفتی، مقدمہ تکملہ فتح الملہم، مکتبہ دار العلوم کراچی، ١٤٢٢ھ، مسئلۃ ثبوت خیار المجلس للمتبایعین (تکملہ، ١/ ٣٦٧-٣٧٤) اور مفلس (دیوالیہ) کے پاس بائع کی چیز بعینہٖ پائے جانے کے مسئلہ (تکملہ، ١/ ٤٩٣-٥٠١) میں میں اس خصوصیت کے نظائر ملتے ہیں۔

(٢) مقدمہ تکملہ، ١/ ٥

(٣) مقدمۃ تکملہ، ١/ ١١

(٤) تقی عثمانی، محمد، مفتی، مقدمہ تکملہ فتح الملہم، (جدید نسخہ) مکتبہ دار العلوم کراچی، الطبعۃ الاولیٰ، ١٤٣٠ھ، ١/ ١٤

(٥) تکملہ، ٥/ ١١-١٢

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(۶) مریم، ۱۹: ۴۱
(۷) تفسیر الفخر الرازی المشتہر بالتفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب، المکتبۃ التجاریۃ مصطفی احمد الباز، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ، ۲۵ / ۱۴۹
(۸) تکملہ، ۵ / ۱۲؛ مزید دیکھئے، تکملہ، ۴ / ۴۹۸
(۹) تکملہ، ۳ / ۱۵۷_۱۵۹
(۱۰) یس، ۳۶: ۶۹
(۱۱) تقی عثمانی، محمد، مفتی، آسان ترجمۂ قرآن، مکتبۃ معارف القرآن، کراچی، ۱۴۳۶ھ، ص: ۸۶۷
(۱۲) تکملہ، ۳ / ۱۵۸_۱۵۹؛ ابن حجر العسقلانی، احمد بن شہاب، ابوالفضل، فتح الباری، کتاب المغازی، باب: قول اللہ تعالیٰ: ویوم حنین اذا أعجبتکم کثرتکم۔۔۔ الی قولہ: غفور رحیم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۴۰۸ھ، ۷ / ۷۸۱؛ مزید دیکھئے، تکملہ، ۵ / ۴۶۹_۴۷۳
(۱۳) تکملہ، ۵ / ۲۵۹_۲۶۲
(۱۴) تکملہ، ۵ / ۲۶۲؛ القرطبی، احمد بن عمر بن ابراہیم، المفہم لما اشکل تلخیص من کتاب مسلم، کتاب النبوات، باب: قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ، فضل أھل بدر و أصحاب الشجرۃ، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، دار الکلم الطیب، دمشق، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۷ھ، ۶ / ۴۴۱
(۱۵) تکملہ، ۵ / ۲۶۲؛ المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم، کتاب النبوات، باب: قصۃ حاطب بن أبی بلتعۃ وفضل أھل بدر و أصحاب الشجرۃ، ۶ / ۴۴۲
(۱۶) تکملہ، ۵ / ۲۶۳؛ مزید دیکھئے، تکملہ، ۵ / ۲۳_۲۶
(۱۷) تکملہ، ۴ / ۱۳۱
(۱۸) تکملہ، ۴ / ۱۳۱؛ اس خصوصیت کی دیگر امثلہ دیکھیں، تکملہ، ۳ / ۵۷۵_۵۷۷، ۵ / ۱۱_۱۵، ۶ / ۳۱_۳۲، ۱۸۲_۱۸۴
(۱۹) تکملہ، ۴ / ۵۹۳_۵۹۴
(۲۰) تکملہ، ۴ / ۵۹۴؛ اس خصوصیت کے دیگر نظائر دیکھیں، تکملہ، ۲ / ۳۹۷_۳۹۹، ۳ / ۴۱۳_۴۱۷، ۵ / ۳۶۲_۳۶۵
(۲۱) تکملہ، ۱ / ۵۳۶
(۲۲) تکملہ، ۱ / ۵۳۸
(۲۳) تکملہ، ۱ / ۵۴۰
(۲۴) تکملہ، ۱ / ۵۴۱
(۲۵) ماخوذ از التمہید لما فی الموطا من المعانی والأسانید، تحقیق، مصطفی بن أحمد العلوي، محمد عبد الکبیر البکری، وزارۃ عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ، ۱۳۸۷ھ، ۸ / ۳۹۸_۴۰۵
(۲۶) تکملہ، ۱ / ۵۴۱؛ فتح الباری، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب: اقتناء الکلب للحرث، ۵ / ۱۰
(۲۷) تکملہ، ۱ / ۵۴۱
(۲۸) تکملہ، ۳ / ۲۷۸
(۲۹) تکملہ، ایضاً، النووی، یحییٰ بن شرف، ابوزکریا، صحیح مسلم بشرح النووی، باب: الناس تبع لقریش والخلافۃ فی القریش، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۱ھ، کتاب الامارۃ، ۱۲ / ۲۰۰
(۳۰) تکملہ، ۳ / ۲۷۸
(۳۱) تفصیلات کے لیے دیکھیے، تکملہ، ۳ / ۲۷۸_۲۸۲
(۳۲) تکملہ، ۳ / ۴۷۳_۴۷۴
(۳۳) تکملہ، ۳ / ۴۷۴؛ مزید امثلہ کے لیے دیکھئے، تکملہ، ۱ / ۲۴۰_۲۴۱، ۴ / ۲۴۵_۲۴۸، ۵ / ۳۷۰_۳۷۱
(۳۴) ماخوذ از تکملہ، ۴ / ۳۰۱
(۳۵) تکملہ، ۴ / ۳۰۱
(۳۶) تکملہ، ۵ / ۴۰_۴۱
(۳۷) تکملہ، ۵ / ۴۱
(۳۸) تکملہ، ۲ / ۱۶۴
(۳۹) ایضاً
(۴۰) تکملہ، ۶ / ۱۴۱
(۴۱) تکملہ، ۶ / ۱۴۳؛ اظہار الحق، طبع علی نفقۃ الشؤون الدینیۃ بدولۃ قطر، س۔ن، ۲ / ۳۰۰

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(۴۲) تکملہ، ایضاً

(۴۳) تکملہ، ۶/ ۱۴۳؛ البدایۃ والنھایۃ، مکتبۃ المعارف، بیروت، مکتبۃ النصر، الریاض، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۶۶ء، ۶/ ۷۷؛ دیگر امثلہ کے لیے دیکھئے، تکملہ، ۲/ ۴۰۵، ۴۶۶، ۴/ ۴۳۴

(۴۴) تکملہ، ۴/ ۳۴۳

(۴۵) تکملہ، ۴/ ۳۵۰

(۴۶) تکملہ، ۴/ ۳۵۳

(۴۷) تکملہ، ۵/ ۳۴۹-۳۵۲

(۴۸) تکملہ، ۵/ ۳۸۴-۳۸۵

(۴۹) تکملہ، ۵/ ۳۹۸

(۵۰) تکملہ، ۵/ ۴۲۳-۴۲۴

(۵۱) تکملہ، ۲/ ۱۹

(۵۲) تکملہ، ۳/ ۱۴؛ مزید دیکھئے، تکملہ، ۲/ ۱۸۱، ۴/ ۴۷۴

(۵۳) تکملہ، ۴/ ۴۷۹-۴۸۱

(۵۴) تکملہ، ۴/ ۴۷۹-۴۸۰

(۵۵) تکملہ، ۶/ ۳۵۷-۳۵۸

(۵۶) ایضاً

(۵۷) مقدمہ تکملہ، ۱/ ۱۰

(۵۸) مقدمہ تکملہ، ۱/ ۱۱

(۵۹) ایضاً

(۶۰) مقدمہ تکملہ، ۱/ ۱۲

(۶۱) مقدمۃ تکملہ، (نسخہ جدید)، ۱/ ۱۴

(۶۲) مقدمہ تکملہ، ۱/ ۱۶

(۶۳) تفصیل کے لیے دیکھئے، مقدمہ تکملہ، ۱/ ۲۳-۲۵

(۶۴) مقدمہ تکملہ، ۱/ ۲۳